OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 54-63

صوفیائے کرام کی تعلیمات میں فلسفۂ حُسنِ اخلاق کی پیش کش

Presentation of ethical beautification in the teachings of the Saints

Dr. Muhammad Farid Ahmed

Lecturer Department of Urdu,

Govt. Municipal Degree College, Faisalabad.

Abstract

Peace is a unique virtue or concept that each and every society wishes to achieve it. If there is peace in any region of the world it means that society has paid great services and attention to gain it. In Islam, morality (Husn-e-Akhlaq) is the foundation of Islamic Teachings. Hazrat Muhammd (Peace Be Upon Him) and his followers and also Sufiya-e-Kiram spread the teachings of Islam all over the world by this unique quality of their character. Husn-e-Akhlaq, good conduct, humiliation and harmony of the Sufiya-e-Kram with people belonging to other religions impressed them to embrace the teachings of Islam.

Keywords: *Peace, Morality, Husn-e-Akhlaq, Sufiya-e-Kiram, Good conduct, Humiliation, Harmony*

دنیا کے تمام مہذب معاشروں میں حُسنِ اخلاق کی اہمیت سے کبھی بھی انکار نہیں کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ وہ معاشرے بھی اچھے اخلاق کے حامی رہے ہیں جہاں اُجڈ اور جُہلا نے صدیوں تک وحشت و بربریت کی داستانیں رقم کی ہیں۔ خداوند کریم نے جتنے بھی انبیا خلق کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمائے ہیں ان کی تعلیمات میں حُسنِ اخلاق کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے بلکہ

انبیا کرام کی سیرت ہی مکمل فلسفہ اخلاق سے متصف تھی۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کو تو اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ حسنِ اخلاق کی بابت آپ ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ ہے جو حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"کیا میں تمھیں تم میں سے سب سے بہتر شخص کے بارے خبر نہ دوں" ہم نے عرض کی کیوں نہیں۔" ارشاد فرمایا: جو تم میں سے اچھے اخلاق والا ہے۔"(۱)

قرآن مجید اور احادیث میں اُن آیات و احادیث کی کثرت ہے جن میں حُسنِ اخلاق سے متعلقہ مضامین موجود ہیں۔ قرآن مجید میں بکثرت آیات حسنِ اخلاق کی تاکید میں نازل ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

"وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم"(۲)

(اور بے شک تم یقیناً عظیم اخلاق پر ہو۔)

متعدد مقامات پر حقوق اللہ سے بھی بڑھ کر حقوق العباد کی بجا آوری کی تلقین کی گئی ہے اور یہاں تک بھی فرمایا گیا ہے کہ خدا اپنے حقوق تو معاف کر سکتا ہے مگر حقوق العباد معاف نہیں کرے گا جب تک کہ وہ شخص خود معاف نہ کر دے۔ یقیناً حقوق العباد کو حُسنِ اخلاق سے جدا نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ انسانی زندگی حسنِ اخلاق سے عبارت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زندگیاں بھی اس خصوصیت سے متصف تھیں اور بزرگانِ دین نے اسلام کی ترویج و اشاعت میں جس قدر حسنِ اخلاق والی خوبی سے کام لیا ہے شاید ہی کوئی اور عمل اس سے بڑھ کر ہو۔ برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام نے اپنے اخلاق کی بدولت اپنوں اور غیروں کے دل اس طرح موہ لیے کہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دینِ متین کے طرف دار ہو گئے۔

بابائے اُردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق صوفیائے کرام کے طرزِ عمل اور حسنِ اخلاق سے متعلق لکھتے ہیں:

"علما و امرا بلکہ حکومتوں سے بھی وہ کام نہیں ہو سکتا جو فقیر اور درویش کر گزرتے ہیں۔ بادشاہوں کا دربار خاص ہوتا ہے اور فقیروں کا دربار عام ہے جہاں بڑے چھوٹے، امیر غریب، عالم جاہل کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ بادشاہ جان و مال کا مالک ہے لیکن فقیر کا قبضہ دلوں پر ہوتا ہے۔"(۳)

اگر اخلاق کے دائرہ کار سے متعلق غور و فکر سے کام لیا جائے تو اقوال و افعال کے ساتھ ساتھ نیت اور اعمال قلب کا بھی اس سے گہرا تعلق ہے۔ اقوال سے مراد کہ انسان دوسرے انسان کے ساتھ اچھے الفاظ میں گفتگو کرے اور ایسے صیغے استعمال کرے جن میں حفظ مراتب کا احساس ہو۔ اعمال سے مراد ہر طرح سے اچھا برتاؤ ہے اور نیت سے مراد یہ ہے کہ ایک فرد کو ان اقوال و اعمال کے پیچھے ارادے بھی اچھے رکھنے چاہییں اور یہ کہ اخوت، رواداری، احساس، مروّت، لحاظ، ملنساری، خیر سگالی، ہمدردی جیسے تمام جذبات بہترین اخلاق کی نمایاں صفات ہیں جب کہ چوری، ڈکیتی، راہزنی، کینہ پروری، دھوکہ دہی، لوگوں کی بدحالی سے بے خبری اور غفلت، گردن زنی اور عصمت دری جرائم کے ساتھ ساتھ بداخلاقی کی بدترین نشانیاں ہیں۔ وہی معاشرے مہذب کہلاتے ہیں جو اخلاقی اقدار کے حامل ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی تشریف آوری کا مقصد ہی بہترین اخلاق کی تکمیل قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> "مسلمانوں میں سے سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔"(۴)

صوفیائے کرام کی زندگی حسنِ اخلاق کی عملی تصویر ہے کیوں کہ مقصد خداوند کریم اور رسولِ خدا کی رضامندی تھا۔ اس لیے خلقِ خدا کی رہنمائی کے لیے اخلاق کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ اولیائے کرام تواتر سے حسنِ اخلاق کو تصوف کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ حسن اختر الازہری، حضرت امام باقر سے متعلق لکھتے ہیں:

> "حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تصوف خوش خلقی کا نام ہے۔"(۵)

تحمل اور بردباری حسنِ اخلاق کے بلند ترین اوصاف میں سے ہے۔ انھی خصوصیات کا عملی مظاہرہ آپ ﷺ نے طائف سمیت بہت سے مواقعوں پر کیا اور صوفیائے کرام نے بھی تحمل، درگزر، صبر اور بردباری سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نوجوان کو بربت بجاتے دیکھا تو کہا "لاحول و لا قوۃ الا باللہ " اس نوجوان نے وہی بربت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر دے مارا جس سے آپ کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا اور بربت ٹوٹ گیا۔ آپ کو اس کے بربت ٹوٹنے کا افسوس ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بربت کے پیسے بھی

دیے کہ وہ بربت خرید لے اور میٹھا حلوہ بھی پیش کیا کہ اس کی دل آزاری ہوئی ہے۔ وہ نوجوان کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ حضرت شیخ احمد کبیر الرفاعی کے حسنِ اخلاق سے متعلق "ہمدان کے مشائخ نقشبند" کے مصنف رقم طراز ہیں:

> "حضور شیخ احمد کبیر الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے حسنِ اخلاق کا یہ عالم تھا کہ "اُمِ عبیدہ" نامی بستی میں (جہاں آپ کا قیام تھا) میں لنگڑے اور لنجے لوگوں کے پاس آپ خود تشریف لے جاتے۔ ان کے کپڑے دھوتے، جسموں اور بستروں کو صاف کرتے پھر اُن کے لیے کھانا لاتے اور ان کے ساتھ مل کر کھاتے ۔ بعد ازیں گھنٹوں اُن کے پاس بیٹھے رہتے اور اُن سے دعا کراتے۔"(۶)

صوفیائے کرام کا معمول حسنِ خلق کے حوالے سے دنیاداروں سے مختلف تھا۔ دنیا میں عام معمول یہ ہے کہ اس کو سلام کیا جاتا ہے جو سلام میں آپ سے پہل کرے۔ یا اس کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنے کی کوشش کی جاتی ہے جو خود ہم سے اچھا برتاؤ کرے۔ شریر یا خود پسند انسان سے لوگ اجتناب بھی کرتے ہیں مگر صوفیائے کرام ان کے ساتھ بھی نرمی اور مروّت کا اظہار کرتے جو بدلے میں اُن سے اچھا سلوک بھی نہ کرتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کے پیروکاروں کے سامنے آپ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ ایسے ہی واقعات میں ایک واقعہ اس بوڑھی مائی کا بھی ہے جو گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر آپ ﷺ پر کُوڑا کرکٹ ڈالتی تھی مگر آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے ہیں اور وہ بوڑھی مائی آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حُسنِ خلق کے حوالے سے ایک قول بیان کیا جاتا ہے:

> "دُنیا میں دو چیزیں پسندیدہ ہیں: سخن دل پذیر، دل سخن پذیر۔"(۷)

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صوفیائے کرام کے حسنِ خلق سے متعلق رقم طراز ہیں:

> "صوفیا کا مسلک محبت و احسان اور تزکیۂ نفس ہے۔ وہ پہلے خود تزکیۂ نفس کر کے دوسروں کے لیے رحمت بنتے، پھر دوسروں کو محبت کا درس دیتے اور ان کے دلوں کا تصفیہ اور تزکیہ کرتے تھے۔ اصل یہ ہے کہ ان کی محبت و احسان

میں ہی اُن کی مقبولیت کا راز مضمر ہے اور ان دو چیزوں کے ذریعے سے ہی وہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتے رہے ہیں۔"(۸)

بزرگانِ دین کی تعلیمات اور عملی زندگی میں حُسنِ اخلاق جیسی عظیم صفت سے کبھی تہی نہیں رہی جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ صوفیائے کرام اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں اور آپ ﷺ نے حسنِ اخلاق کی بار بار تاکید کی ہے اور بعض مقامات پر عبادات پر بھی حسنِ اخلاق کو ترجیح دی ہے۔ غوث اعظم عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ "غُنیۃ الطالبین" میں حسنِ اخلاق سے متعلقہ حصے میں حسنِ اخلاق کی بابت لکھتے ہیں:

"خلقِ عظیم اس چیز کا نام ہے کہ انسان کمال معرفت خداوندی کی بنا پر کسی سے جھگڑا نہ کرے اور نہ اس سے کوئی جھگڑے۔ بعض نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس قدر معرفت کرے کہ لوگوں کا ظلم و ستم اس پر اثر انداز نہ ہو۔"(۹)

اسی باب میں عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کی ان کے بیٹے کو کی گئی نصیحت کا حوالہ غصے کو برداشت کرنے سے متعلق دیا ہے:

"اے بیٹے! تین قسم کے لوگ تین موقعوں پر پہچانے جاتے ہیں:
۱۔ حلیم غصے کے وقت، ۲۔ بہادر لڑائی کے وقت، ۳۔ اور بھائی اس وقت جب اس تک حاجت ہو۔"(۱۰)

خداوند کریم عزو جل اور اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کو راضی کرنے کے لیے صوفیائے کرام نہ صرف حسنِ خلق سے کام لیتے بلکہ عفوو در گزر بھی اُن کے خلق کا طرۂ امتیاز تھا۔ حسنِ خلق اور عفوو در گزر ہی وہ بنیادی صفات ہیں جن سے متاثر ہو کر مسلم اور غیر مسلم ترغیب پاتے اور اسلامی تعلیمات کے گرویدہ ہو جاتے۔ اس سے متعلقہ کثرت سے مثالیں موجود ہیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر بات کرتے ہوئے یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے بدلہ نہ لیتے بلکہ معاف کر دیتے۔ "سیرت حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ" کے مصنف اس بابت رقم طراز ہیں:

"عفوو در گزر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خاص صفت تھی۔ اس زمانے میں جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قیام دہلی میں تھا، کسی نے آپ کی چادر چرا لی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ چور کے لیے بددعا کریں۔ فرمایا میں کبھی اس کے لیے بددعا نہ

کروں گا بلکہ اگر وہ میرے سامنے آ جائے تو میں اس کو معاف کر دوں گا۔"(۱۱)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ رنج والم اور مصائب صبر سے برداشت کرتے۔ یہاں تک کہ ظالم کے لیے بد دُعا نہ کرتے:

"آزمائش کے موقع پر اُن سے کہا گیا، کہ ظالم کے لیے ہلاکت کی دعا کیجیے، تو فرمایا"**لَیس بصابر من دعاعلی ظالم**" وہ شخص صابر نہیں، جو ظالم کے لیے بد دعا کرے۔"(۱۲)

خدمتِ خلق کے ذیل میں صوفیائے کرام مہمان نوازی کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔ متعدد صوفیائے کرام نے باقاعدہ لنگر خانوں کا اہتمام کیا اور مسافروں، ضرورت مندوں اور بھوکوں کو کھانا کھلا کر خوشی محسوس کرتے بلکہ خود مہمان نوازی کر کے دلی مسرت محسوس کرتے۔ مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی سے متعلق لکھتے ہیں:

"مہمان نوازی کے لیے بِلا تامل زحمت اُٹھاتے، ایک بار خانقاہ میں کچھ درویش آئے۔ گھر میں جوار کے سوا کچھ اور نہ تھا، خود ہی جوار پیسا اور روٹیاں پکا کر درویشوں کی ضیافت فرمائی۔"(۱۳)

جس طرح مصائب کے برداشت کرنے اور صبر کے ذریعے صوفیائے کرام حسنِ اخلاق کی تصویر بنے رہے اسی طرح ان اولیائے اللہ نے عاجزی اور مہمان نوازی کے ذریعے بھی اپنے اخلاق سے عوام الناس کے وسیع حلقوں کو متاثر کیا ہے اور بزرگانِ دین کی زندگی میں عبادات سے بھی بڑھ کر اخلاق کو ترجیح دی جاتی تھی کیوں کہ ان کے نزدیک عبادت کی قضا تو ہو سکتی ہے مگر خدمت کی قضا ممکن نہیں۔ اسی لیے اولیائے کرام ہر وقت اس فکر میں رہتے کہ ان کے قول اور فعل سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ در حقیقت صوفیائے کرام نبی اکرم ﷺ کے اس قول کے پابند رہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده**"

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"(۱۴)

صوفیائے کرام کی زندگی بھی اسی اصول کا آئینہ دار ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول حسنِ اخلاق کی اہمیت کو عبادات پر ترجیح کے حوالے سے یوں پیش کرتا ہے:

"اہلِ سلوک کے لیے ہر قسم کی صوری و معنوی اخلاق و محاسن کا حامل ہونا ضروری ہے کیوں کہ ان کے نزدیک تصوف نہ علم ہے، نہ رسم بلکہ مشائخ رحم اللہ کا ایک خاص وصف اخلاق ہے جو ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہیے۔"(۱۵)

اچھے اخلاق کی عملی تصویر صوفیائے کرام کے عمل سے ظاہر تو ہے ہی مگر انھوں نے تمام عمر اعلیٰ اخلاق کی تبلیغ بھی کی ہے۔ یہ تبلیغ ہمیں ان کے عارفانہ کلام میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ اولیائے کرام مخلوقِ خدا سے بھی اس لیے پیار کرتے ہیں اور کیوں کہ مخلوق کو پیدا کرنے والی ذاتِ خداوندی اپنی تخلیقات پر فخر کرتی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ وہ ماؤں کے رحموں میں تصویریں بناتا ہے اور انسان کی تخلیق اس کا شاہکار ہے۔ انسانوں سے اولیائے کرام کی محبت، رواداری اور ملنساری کی وجہ یہ بھی ہے کہ انسان کی تخلیق میں بھی انھیں قدرتِ خداوندی کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اسی مفہوم کو یوں پیش کرتے ہیں:

مکھ اس کا ایک جوت ہے گھنگٹ ہے سنسار
گھنگھٹ میں وہ چھپ گیا مکھ پر آنچل ڈار

صوفیائے کرام صلح کل کے بھی قائل تھے۔ اسی لیے بیشتر صوفیا کے کلام میں دوسرے مسالک کے لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنے کا درس موجود ہے۔ بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں یہ درس جابجا پایا جاتا ہے:

لھا چہرہ مسلمان دا
ہندو تو قربان
دونہاں توں پانی وار پی
جو کرے بھگوان(۱۶)

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ انسان سے نفرت نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ خالق اپنی مخلوق میں جلوہ گر ہے:

فریدا خالق خلق میں ، خلق وسے رب مانہہ
مندا کیس نوں آکھیے جاں تس بن کوئی ناہہ (۱۷)

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی اپنی تصنیف میں صوفیائے کرام کے اسی عقیدے کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"صوفیائے صادق نے ہر قسم کے تعصبات کو ختم کر کے انسان دوستی کا سبق دیا ہے۔ صوفیائے کرام عقیدے، زبان یا زمین کی بنیاد پر کسی سے تعصّب نہیں رکھتے تھے۔"(۱۸)

انسان دوستی سے متعلق احمد ندیم قاسمی کا یہ شعر قابلِ ذکر ہے:

میں محبت کا پجاری ہوں عقیدوں کا نہیں
ان بتوں کو مرے رستے سے ہٹایا جائے

داورِ محشر مجھے تیری قسم
عمر بھر میں نے عبادت کی ہے
تو مرا نامۂ اعمال تو دیکھ
میں نے انسان سے محبت کی ہے(۱۹)

پروفیسر ڈاکٹر مقصود جعفری اپنے ایک مضمون "اخلاقیات اصل وروح وسماجیات ہے" میں انبیا کرام علیہ السلام کی زندگیوں سے متعلق اخلاقیات کی اہمیت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پیغمبر اس لیے بھی فلسفی پر فوقیت رکھتا ہے کہ وہ اخلاق کی صرف تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ اخلاقی امور پر عمل بھی کرتا ہے جب کہ فلسفی کا عامل ہونا ضروری نہیں۔ پیغمبر معلم و عامل اخلاقیات ہوتا ہے۔ تمام مذاہب کی اصل روح درس اخلاقیات ہے۔"(۲۰)

صوفیائے کرام کی تعلیمات اور عملی زندگی جذبۂ اخلاق سے عبارت ہے۔ نثر ہو یا نظم اولیا اللہ کی اخلاقی تعلیمات سے بھرپور پیغام ہر جا دکھائی دیتا ہے۔ یقیناً صوفیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین کی تعداد اور حسنِ خلق کے واقعات اور اقوال اس قدر کثرت سے ہیں کہ اُن کا ذکر کسی ایک آرٹیکل کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ صوفیائے کرام ہی نہیں علم و ادب سے تعلق رکھنے والی عظیم شخصیات

نے بھی کسی معاشرے کی بقا اور تہذیب و تمدن کی آبیاری کے لیے اخلاقیات کے درس کو اپنی شاعری و اقوال کے ذریعے پیش کیا ہے۔ اردو ادب میں علامہ محمد اقبال، مرزا غالب، خواجہ میر درد، فیض احمد فیض، احمد فراز اور احمد ندیم قاسمی جیسے ایسے معتبر شعرا موجود ہیں جن کی شاعری میں متعدد اشعار انسانی عظمت اور خدمت کے عکاس ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الخلق الحسن۔۔۔ الخ، الحدیث ۱۷: ۴: ج ۳، ص: ۳۳

۲۔ القلم: ۴

۳۔ عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، اردو کی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۵۲ء، ص: ۷

۴۔ حسنِ اخلاق، کراچی: مکتبہ المدینہ، س ن، ص: ۱۷

۵۔ حسن اختر الازہری، ہمدان کے مشائخ نقشبند، لاہور: مشتاق پرنٹرز، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۲۵

۶۔ ایضاً، ص: ۱۲۶

۷۔ عابد احسان، مرتب: اقوالِ زریں کا خزانہ، لاہور: کانٹی نینٹل سٹار پبلشرز، س ن، ص: ۴۵

۸۔ نصیر احمد ناصر، اسلامی ثقافت، لاہور: مکتبہ عمار یاسر، س ن، ص: ۲۱۰

۹۔ محمد اقبال قادری، علامہ، (مترجم)، عبدالقادر جیلانیؒ، غنیۃ الطالبین، لاہور: اکبر بک سیلرز، ۲۰۱۳ء، ص: ۵۹۱

۱۰۔ ایضاً، ص: ۵۹۲

۱۱۔ شمس الدین، علامہ، مرتب: سیرت حضرت لعل شہباز قلندرؒ، لاہور: اکبر بک سیلرز، ۲۰۱۵ء، ص: ۶۶

۱۲۔ محمد عاصم اعظمی، ڈاکٹر، سیرت حضرت امام احمد بن حنبلؒ، لاہور: انیس پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، ص:۱۵۳

۱۳۔ محمد عاصم اعظمی، ڈاکٹر، (مرتب) حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، لاہور: انیس پبلی کیشنز، س ن، ص:۹۲

۱۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، بیروت: دارالکتاب العربی، ۲۰۰۸ء، رقم الحدیث:۱۰، ص:۱۶

۱۵۔ محمد معین الدین، پروفیسر، عظیم صوفیائے کرام، لاہور: دارالشعور، ۲۰۱۰ء، ص:۲۶۰

۱۶۔ فقیر محمد فقیر، ڈاکٹر، بلھے شاہ، لاہور: کلاسیک، س ن، ص: ۱۰۰

۱۷۔ ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر، تصوف، لاہور: تخلیقات، ۲۰۱۰ء، ص:۵۳

۱۸۔ محمد یونس، پروفیسر، (مرتب) کلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، لاہور: بک ہوم، ۲۰۰۴ء، ص:۶۴

۱۹۔ احمد ندیم قاسمی، ندیم کی نظمیں، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء، ص:۱۴۰۴

۲۰۔ نوائے وقت، روزنامہ، لاہور: ۲۰ مئی ۲۰۱۷ء